تیرہ مِنٹ

مُصنف: شہزاد الیاس

تیرہ منٹ

مُصنف: شہزاد الیاس

فروری ۲۰۲۴

ناشرین: پاور اِن ورڈ منسٹریز۔۔۔لاہور پاکستان!
www.powerinwordministries.com

تیرہ مِنٹ

میرے ہاتھ میں بجلی کا بل تھا اور ذہن میں صرف یہی خیال گھوم رہا تھا خدا کرے بینک میں زیادہ رش نہ ہو۔تا کہ جلدی واپس آ کر دفتر کے کچھ دیگر کام کر سکوں۔

یہی سوچتے ہوئے میں نے دفتر کو لاک کیا اور تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے گراؤنڈ فلور کی جانب چل پڑا۔ ہمارا دفتر پہلی منزل پر تھا اس لئے گراؤنڈ فلور تک پُہنچنے کے لئے چند سیڑھیاں اُترتی تھیں۔میں کچھ زیادہ ہی جلدی میں تھا کیوں کے دفتر کے باقی کاموں کی فہرست میں اپنے ذہن میں پہلے ہی تیار کر چُکا تھا کہ کس کام کو پہلے اور کس ترتیب سے سرانجام دینا ہے۔گراؤنڈ فلور پر ٹریول ایجنسیوں اور کوریئر سروس کے کئی دفاتر تھے جن میں کافی لوگوں سے میری اچھی سلام دُعا تھی۔ گرمی کی شِدت صُبح سے ہی کافی بڑھ گئی تھی۔

جیسے ہی میں نیچے اُترا تو نعیم صاحب سے مُلاقات ہوگئی۔ یہ ایک کوریئر سروس کے آفس میں نئے نئے مُلازم ہوئے تھے۔لیکن اپنی خوش اخلاقی اور مِلنسار طبیعت کی وجہ سے اُنہوں نے قریب سبھی آس پاس کے لوگوں سے اچھی جان پہچان بنالی تھی۔سادہ سے اِنسان تھے درمیانہ قد، دبلے پتلے اور کافی خوش مزاج تھے۔میں نے اُنہیں ہمیشہ شلوار قمیض میں ہی ملبوس دیکھا تھا۔میری قریب روز ہی اُن سے

دُعا سلام ہوتی تھی پر اُس دِن مُجھے دیکھ کر اُنہوں نے بُہت اِصرار کیا کے جناب آج تو میں آپ کو چائے پِلا کر ہی رہوں گا! آپ ہر دفعہ پھر کبھی کا نعرہ لگا کر چلے جاتے ہیں پر آج کوئی بہانہ نہیں چلے گا! میں نے لاکھ مِنت سماجت کی کہ میں جلدی میں ہوں بینک میں رش بڑھ گیا تو دفتر کے باقی کام دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ چلیں اتنی سہولت تو دِیجیئے کے میں پہلے بِل جمع کرواآؤں واپسی پر آپ کے پاس چائے کے لئے حاضر ہو جاؤں گا؟ اُنہوں نے میری طرف مُسکرا کر دیکھا اور بولے آپ کا بُہت شکریہ آپ کی واپسی تک میں چائے منگوالوں گا۔ چلیں ٹھیک ہے میں بس یوں گیا اور یوں آیا۔۔۔ میں نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا! میرے اِس انداز پر وہ ایک دفعہ پھر مُسکرا دیئے۔ بینک میں میری توقع کے مطابق زیادہ رش نہیں تھا۔ قطار میں مُجھ سے پہلے چار افراد تھے۔ اور تسلی بخش بات یہ تھی کہ اُن کے پاس صرف ایک ایک بِل ہی تھا۔ میں نے گھڑی دیکھ کر اندازہ لگایا کہ مزید دس سے بارہ مِنٹ میں واپسی ہو جائے گی؟ میرا اندازہ ٹھیک نِکلا دسویں مِنٹ میں بینک کی کھڑکی سے میری بقایا رقم اور مُہر لگی ہوئی بِل کی کاپی برآمد ہو چُکی تھی۔ میں نے رقم گِن کر تسلی کی بِل پر بینک کی مُہر کو دیکھا بینک کیشئر کا شکریہ ادا کیا اور تیز قدم اُٹھاتا ہوا دفتر کی جانب چل دیا۔ ہمارے پلازہ اور بینک میں صرف دو عمارتوں کا

فاصلہ تھا۔ میں چند ساعتوں میں بینک سے نعیم صاحب کے دفتر پُہنچ گیا۔ چائے والا لڑکا اور شفیق صاحب جن کا دفتر نعیم صاحب کے بالکل ساتھ تھا نعیم صاحب کو اُٹھا کر اُن کے دفتر میں لے جا رہے تھے۔ نعیم صاحب کا جِسم بالکل بے جان ہو چُکا تھا۔ کیا ہوا؟ میں نے حیرت سے شفیق صاحب کی طرف دیکھا! پتہ نہیں جناب میں تو سِگریٹ پینے باہر نِکلا تھا کہ میں نے اِنہیں اپنا سینہ ملتے ہوئے دیکھا اِس سے پہلے کہ میں اِنہیں پکڑتا یہ زمین پر گِر گئے۔ میرے خیال سے تو اِن کی موت ہو گئی ہے چائے والے نے نبض دیکھتے ہوئے کہا! میرے سامنے ایک بے جان وجود پڑا تھا۔ میز پر چائے کے دو کپ پڑے تھے۔ جس میں سے ایک کپ میرا اور دوسرا نعیم صاحب کا تھا۔ شفیق صاحب کے فون کرنے پر ۱۱۲۲ والے چند مِنٹوں میں پُہنچ گئے۔ اُنہوں نے نعیم صاحب کی موت کی تصدیق کر دی۔ کچھ ہی دیر میں اُن کے لواحقین آئے اور نعیم صاحب کے جسدِ خاکی کو اُن کے گھر لے گئے جہاں سے اُنہوں نے اُن کی میت کو اُن کے آبائی گاؤں میں تدفین کے لئے لے کر جانا تھا۔ صرف تیرہ مِنٹ کے وقفے کے اندر ایک جیتا جاگتا خواہشات اور تمناؤں سے بھرا ہوا اِنسان بے جان گوشت کا ڈھیر بن چُکا تھا۔

چائے تو میز پر پڑی تھی لیکن اِس چائے کو اُٹھانے والے ہاتھ اور اِس کا ذائقہ چکھنے

والی زبان کام کرنا چھوڑ گئے تھے۔زندگی اور موت میں واقعی ایک قدم کا فاصلہ ہوتا ہے۔آنے والی گھڑی میں کیا ہوگا ہم نہیں جانتے؟اِس اچانک موت کا سُن کر اِرد گرد کے دفاتر سے کافی بڑی تعداد میں لوگ جمع ہو چُکے تھے۔دفتر کا لاک کھول کر میں سامنے پڑے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا میری آنکھوں میں آنسو ٹمٹما رہے تھے اور میں سوچ رہا تھا''کہ وہ کون سا آدمی ہے جو جیتا ہی رہے گا اور موت کو نہ دیکھے گا؟''مُجھے اُس دانش منداُستاد کی بات یاد آگئی جِس نے اپنے شاگردوں کو پڑھاتے ہوئے اِس بات کی تلقین کی تھی کے مرنے سے ایک دِن پہلے خدا سے اپنے سرکردہ گناہوں کی معافی ضرور مانگ لینا!اور اُس کے ایک شاگرد نے مودبانہ انداز میں سوال کیا تھا کہ اُستادِمُحترم ہم میں سے تو کوئی بھی نہیں جانتا کے ہم کب مریں گے؟اُستاد نے مُسکرا کر اپنے اُس پیارے شاگرد کی طرف دیکھا اور کہا تو پھر تمہیں آج ہی توبہ کر لینی چاہیے!''دیکھو یہ قبولیت کا وقت ہے دیکھو یہ نجات کا وقت ہے'' **ختم شُد**

پادری شہزاد الیاس پاور اِن ورڈ منسٹریز میں پاسبانی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

اُن کی اہلیہ آفیہ شہزاد اور بیٹا واعظ شہزاد بھی خدمت گزاری کے کام میں اُن کے ساتھ پیش پیش ہیں۔

آپ سے درخواست ہے ہماری چرچ ٹیم کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں

تاکہ خُدا کے کلام کی خِدمت خُدا کی مرضی کے مطابق سرانجام دے سکیں۔

اگر آپ کو یہ تحریر پسند آئی ہے تو آپ اِس تحریر کو ڈاؤن لوڈ کر کے اپنی کلیسیا کے اراکین، اپنے بہن بھائیوں

اور اپنے دوست احباب کے ساتھ ضرور شیئر کریں خدا آپ کو برکت دے شکریہ۔